عرصۂ دنیا پہ ہے سایہ ترا تا روز حشر
نور چشم شاہباز لامکانی السلام

دین و دنیا مین یہی امید ہے اے شاہ دین
رکھیو سودا پر تو اپنی مہربانی السلام

مرثیہ حضرت امام حسین علیہ السلام

نہین ہلال فلک پر مہ محرم کا
دل اسطرح سے یہ گھائل کریگا عالم کا
چڑھا ہی چرخ پہ تیغا مصیبت و غم کا
کرو ان نہ لگ سکے ٹانکا نہ پھاہا مرہم کا

دلوں مین آتش غم یہ رکھے ہی اب تب و تاب
کہ اسکو یاد جو آل نبی پہ بند تھا آب
کہ ہو وخاک مین اور مرغ ہون ہوا مین کباب
ہر ایک یہ چشمہ رواں ہوگا چشم پرنم کا

زمین پہ زیر فلک ہے جو خلقت آدم
جدھر کرے گی خوشی منہ تو یون کہیگا غم
سرون پہ ڈالین گے خاک اپنے اپنے ہر یکدم
ادھر نہ آیو ہرگز یہ گھر ہے ماتم کا

خوشی رہیگی نہ موجب سے اسکے پوچھے بن
اسی مہینے کے مارا پڑا وہ دسوین دن
کہیگا غم اوسے آسودگان کی اے ساکن
شرف جو آدمیوں کا تھا فخر آدم کا

کرین نہ اہل جہان کسطرح سے شیون و شین
ہوا ہی آج کے دن قتل کربلا مین حسین
سرون کو اپنے نہ پیٹے سو کیون وہ کر کے بین
یہ تعزیہ ہے رموز خدا کے محرم کا

بڑا کیا تھا محمد نے جسکو گود مین پال
گیا جہان سے پیاسا وہ فاطمہ کا لال
پھرے تھا ساقی کوثر کے دوش پر جو وسال
عطش ہی تن سے ہوئی روح کی سبب رم کا

ہزار طرح کے دریا رواں تھے دنیا مین
کئی غریب جو تھے کربلا کے صحرا مین
جو کوئی تھا سو وہ سیراب تھا ہر اک جا مین
نصیب انکے نہ قطرہ ہوا کسی یم کا

یہ ظلم کسکی زبانکو ہے کہنے کا یارا
جو انمین طفل تھا ششماہہ اسکو بھی مارا
نبی کا قتل کیا ظالمون نے گھر سارا
کیا نہ غم و نے کچھ فرق زائد و کم کا

قضا کی تیغ کا جب سبکو کھا چکا جوہر
زبان نکال کے بولا یہ شمر کا خنجر
رہا نہ اس شہ مظلوم کا کوئی یاور
کہ مین ہی اب تو ہون اک آشنا ترے دم کا

کہے جو تو تجھے جد کے کنے مین لیجاؤن
ترا اخی جو ہو کہ اسکے ساتھ ملواؤن
جو مرضی ہووے تو والد کے پاس بٹھلاؤن
ملاپ چاہے جو تو اس شہ مکرم کا

سخن یہ سنکے لگا کہنے وہ شہ آفاق
رضائے حق کی ملاقات کا ہوں میں مشتاق
انھونکا دلکو مرے اسقدر نہیں ہے فراق
جو ہووے ایسے میں تو ہو ملاپ باہم کا

خدا کی مرضی سے دلکو مرے محبت ہے
جنھوں کے ذائقے سے دور اسکی لذت ہے
جو آب تجھ میں ہے تجھ تشنہ لب کو شربت ہے
اثر مزاج میں انکے رکھے ہے یہ سم کا

ہمیں یہ مرتبہ پشتین سے چلا آیا
اور اب جو مجھ تلک اوسے ترے ہاتھ بھجوایا
مرے پدر کو بھی حق نے یہ جام پلوایا
ہمارے واسطے احسان ہے یہ پیہم کا

سن اسکو دشمن گلے شہ کے لگ اور دیا
شہ اُس سے ملکے فراغت سے اسطرح سویا
غبار تن پہ جو تھا اپنے اشک سے دھویا
کہ تا ابد نہ کھلے پردہ چشم پرنم کا

حرم کی اور کہوں پھر کیا نصیبوں کے
فلک نے پھینک دیا سر پہ ان غریبوں کے
گرینگے لخت جگر چشم سے حبیبوں کے
سمیٹ کر ستم و جور سارے عالم کا

چلے جو شام وہ آفت رسیدہ ہوکے اسیر
سنا گیے ہیں کہ عابد کی تا بہ عمر اخیر
نجانیے انھیں کسطرح سے کیا زنجیر
نشان گیا نہیں گردن سے طوق پرخم کا

نہ ساتھ تھا کوئی ایسا بجز خدا کی ذات
سکے تھی جنکی رفاقت سے راہ میں ذرات
تھکے جو پاؤں تو اس ناتواں کے پکڑے ہات
جگر پہ داغ پدر دل میں غم بنی عم کا

پیادہ وہ حرم اونٹوں پہ بیحجاب سوار
برہنہ پا وہ غریب اور دشت یہ پرخار
ہر ایک پاؤں میں زنجیر ہاتھ بیچ مہار
غبار ہوئے تھا گل خون سے انکے مقدم کا

کبھو تو مانگے تھا پانی کسو سے وہ معصوم
کبھو کہے تھا کرلے ولے قسمت محروم
کبھو تو چاہیے تھا ہونٹھ اپنے پیاس سے مغموم
پیالہ پانی کا اب مجھکو جام ہے سم کا

کوئی جو دیوے تھا پانی بھی تو اس اتنے سے
گراوے تھا وہ بلاسے میں خاک پر زین سے
سکے تھا او کسے پی نہ اثر و بنکار زین سے
کہ تا نہ ٹھہر سکے حیلوں شہ معظم کا

ہر ایک عضو میں شدت سے تپ کی ایسا درد
کھڑے تھے پہ نہ دیتے تھے ٹک کہیں نامرد
کہ رنگ چہرہ کبھو سبز اور گاہ ہے زرد
چلو چلو ہی سخن تھا ہر ایک ظالم کا

گذر انھوں کا ہوا حربگاہ پر ناگاہ
بھری وہیں دل پرسوز سے اک ایسی آہ
پڑی جو اُس تن بے سر پہ عابدین کی نگاہ
کہ وہم سب کو ہوا شعلہ برق کا چمکا

زمین وہ دیکھی چھینٹوں سے خون کے رنگین
کہا مدینے کو منہ کرکے اے رسول امین

خزان باغ رسالت مین جسکو علم نہین
چمن یہ بھول رہا ہے کہ دام موسم کا

یہ وہ حسین ہے بے سر پڑا ہے جس کا تن
یہ وہ حسین ہے جسکو ملا نہ گور و کفن
یہ وہ حسین ہے جس بن برہنہ ہے پیراہن
کہ جس حسین کا تو غمگسار ہے ہر دم کا

بہت کے اُس سے گئے آبدیدہ ہوتے تھا
ہر ایک زخم سے یون منہ لگا کے روتے تھا
گرا اپنے اشک سے اسکا غبار دھوتے تھا
کہ جس طرح سے گرے گل پہ دانہ شبنم کا

کہا یہ رو کے نہین سر جو لے پدر تیرا
علم پہ سر ہی تن اس جا ہے نہ گھر تیرا
ہین سر کے تیر سے تصدق کمان ہو سر تیرا
مجھے نظر نہین آتا ملاپ یا ہم کا

برہنہ او خون یہ بے جان خواہر و مادر
چلے ہین شام کو یون چھوڑ کر نبی کا گھر
گلے مین اسکے نہ کرتا نہ اسکے سر چادر
بیان انھونکے ہے یہ صورت مجسم کا

عمل یہ کیا کیا ان اشقیاے امت نے
کہ فائدہ نہ کیا کچھ تری نصیحت نے
انھونکو یان نہین گھیرا ہے انکی شامت نے
تجھے نواسہ نہ سمجھے رسول اکرم کا

غرض وہ نعش پدر سے یہ حرف کہتا تھا
شفیق اس کے ایسا وہ کون رہتا تھا
اور اسکا خون دل آنکھونکی راہ بہتا تھا
لہو جو پاک کرے اُس کے دیدہ نم کا

اگر خوشی سے کمی غم سے یہ حکایت سب
ہر ایک روویگا تا روز حشر روز و شب
تو پھر جہان مین یارو خوشی رہیگی کب
بجا کرے گا دمامہ حسین کے غم کا

ترے نصیب جو سودا دلاوے یارو دے
یہ رو سیاہ تو ایسا نہین جسے ہووے
جز اشک نامۂ اعمال کس طرح دھووے
تلاش مرثیہ گوئی سے دام و درہم کا

مرثیۂ امام قاسم

یارو ستم تو یہ شنو چرخ کہن کا
سنجوگ یہ باندھا ہے دولھا سے دلھن کا
ٹھانا ہے عجب طرح سے بیاہ ابن حسن کا
جو تار کفن کا ہے سو ڈورا ہے لگن کا

دھرنا لگن اس بیاہ کا زنہار نہ مانون
گرد اُسکے کھڑے بیٹھے ہین سب سینہ و زانون
گردار فلک مین نہ سمجھتا ہون تو جانون
بھر طاس دھرا خون کا ہے نام لگن کا

تم دلیہ خلائق کے عوض منہ ڈھکے چھپایا
دولھن کو بدل جوڑے کے رنڈسالہ پہنایا
سر شہ کا جگہ تیل کے نیزے پہ چڑھایا
ہے خلعت نوشہ کے لئے فکر کفن کا